محکمہ بہبود آبادی

متوازن خاندان

زندگی آسان

حکومت بلوچستان

خاندانی منصوبہ بندی
اور
اسلامی تعلیمات

محکمہ بہبود آبادی حکومت بلوچستان

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	عرض	1
2	پیش لفظ	2
3	پاکستان میں آبادی کا مسئلہ اور اسلامی تعلیمات:۔	4
4	خاندانی منصوبہ بندی، والدین کی ذمہ داری اور اسلامی جواز	6
5	ماں اور بچے کی صحت کی اہمیت	8
6	رضاعت اور خاندانی منصوبہ بندی کا تعلق	10
7	مانع حمل کا جواز	11
8	حمل میں وقفہ	12
9	کثرت اولا کا سوال	14
10	کیفیت اور کمیت۔ توازن	17
11	علماء کرام اور فقہاء کے فتوئے اور رائے	20
12	مشترکہ اعلامیہ	29
13	خاتمہ	31

تالیف

عبداللہ خان، سیکرٹری پاپولیشن، بلوچستان

کمپیوٹر: کمپوزنگ و گرافک خرم شہزاد

ڈائریکٹریٹ جنرل آفس
ویسٹرن بائی پاس برروری روڈ کوئٹہ

محکمہ بہبود آبادی حکومت بلوچستان

عرض

خاندانی منصوبہ بندی آج کے دور کا ایک اہم سماجی اور معاشرتی موضوع ہے، جو نہ صرف انفرادی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے بلکہ اجتماعی فلاح و بہبود کے لیے بھی غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ موضوع اسلامی تعلیمات، طبی سائنسی حقائق اور معاشرتی حالات کے تناظر میں زیر بحث آتا ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جو انسانی زندگی کے ہر پہلو کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی کے حوالے سے بھی اسلامی تعلیمات نہایت واضح اور متوازن ہیں۔ اسلامی احکامات میں اعتدال اور آسانی کا پہلو نمایاں ہے، جہاں معاشرتی بھلائی، صحت، اور اولاد کی بہترین تربیت کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

یہ کتاب خاندانی منصوبہ بندی کی قرآن وسنت کی روشنی میں جواز، فقہی مکاتب فکر کی آراء اور عملی مسائل کا احاطہ کرتی ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی مسلمان علماء اور فقہاں کے درمیان بحث کا موضوع رہی ہے۔ اس سلسلے میں اسلامک ریسرچ سنٹر جامع الازہر نے ایک کتاب شائع کی جس کا عنوان: اسلامی میراث میں خاندانی منصوبہ بندی ہے جس میں مسلم علماء اور فقہاء کے نظریات اور فتاویٰ کو شامل کیا گیا ہے۔ زیر نظر کتاب میں ڈاکٹر عبدالرحیم عمران کی اسی تحریر کردہ کتاب: اسلامی میراث میں خاندانی منصوبہ بندی سے کچھ فتاویٰ شامل کیئے گئے ہیں۔ اور پاتھ فائنڈر پاکستان کی طبع کردہ کتابچہ: ''ماں اور بچے کی صحت کے حوالے سے قرآن وسنت اور فقہ اسلامی سے ماخوذ ہدایات'' سے اقتباسات اور نظر ثانی شدہ معلومات اس کتاب میں شامل کی گئی ہیں تاکہ عوام الناس کو یہ معلومات فراہم کی جاسکیں کہ اسلام خاندانی منصوبہ بندی کی اجازت دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، اس بات پر بھی بحث کی گئی ہے کہ کس طرح اسلامی اصولوں کے مطابق خاندانی منصوبہ بندی کو اختیار کیا جاسکتا ہے، تاکہ ایک مستحکم، صحت منداور متوازن معاشرہ تشکیل دیا جاسکے۔

ہمارا مقصد یہ ہے کہ قارئین کو اس اہم موضوع پر ایک واضح اور جامع نقطہ نظر فراہم کیا جائے تاکہ وہ دین اور دنیا دونوں میں کامیابی حاصل کرسکیں۔ ہمیں امید ہے کہ یہ کاوش علمی حلقوں، عام قارئین، اور ان تمام افراد کے لیے مفید ثابت ہوگی جو خاندانی منصوبہ بندی کے حوالے سے اسلامی نقطہ نظر کو سمجھنے کے خواہشمند ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور ہمیں اپنی زندگیوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کی توفیق دے۔

(آمین)۔

عبداللہ خان

سیکرٹری محکمہ بہبود آبادی، بلوچستان

پیش لفظ

موجودہ وقت میں تیسری دنیا کو جن سنگین مسائل کا سامنا ہے ان میں سے ایک اہم مسئلہ آبادی میں غیر معمولی شرح اضافے پر قابو پانا ہے کیونکہ آبادی جس رفتار سے بڑھ رہی ہے اس رفتار سے وسائل پیداوار میں اضافہ نہیں ہو رہا جس کی وجہ سے ان ملکوں میں غربت اور اقتصادی زبوں حالی خوفناک شکل اختیار کرتی جا رہی ہے۔ مسلمان اپنے مذہبی اور اجتماعی مسائل کے حل کے لیے قرآن مجید اور سنت رسول اللہ کے طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ یہی وہ راہ ہے جس پر چل کر دنیا اور آخرت کی سعادت اور فلاح پائی جاسکتی ہے۔ آنحضرتؐ نے اپنے آخری خطبہ میں مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا'' میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم نے ان سے رہنمائی حاصل کی تو تم گمراہ نہیں ہو گے اور وہ ہیں قرآن مجید اور سنت رسولؐ۔

اسلام صرف مجموعہ عبادات بھی نہیں بلکہ یہ ایک اجتماعی نظام، ایک کلچر اور ایک تہذیب بھی ہے، قرآن مجید میں بار بار رہنمائی کے متلاشی عقلمندوں اور غور وفکر کرنے والوں کے لیے اس میں نشانیوں کا ذکر آیا ہے۔ آبادی پر قابو پانا، تولیدی صحت اور خاندانی منصوبہ بندی مسلمان علماء اور فقہاء کے ہاں ایک اختلافی مسئلہ ہے وہ آیا اسلام میں خاندانی منصوبہ بندی جائز ہے۔

علمائے کرام نے بڑی بالغ نظری سے اس مسئلے پر بحث کی ہے اور قرآن وسنت کی روشنی میں اپنی قیمتی تحریریں اور فتاوی لکھے ہیں۔ دور حاضر کے مفکرین کے لیے یہ بات حیرت کا باعث ہے کہ اسلام نے اپنی تاریخ کے آغاز اور انسانی آبادی کے عالمی دباؤ کی عدم موجودگی میں خاندانی منصوبہ بندی اور وقفہ اور فصل یعنی دو حمل کی درمیانی مدت کے بارے میں اہتمام اور دلچسپی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اسلام ہر دور کے مسائل کو نظر میں رکھتا ہے۔ کتب حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ حضورؐ نے صحابہ کرام کو اجتماعی اور اقتصادی مشقت سے بچنے کیلیے عزل پر عمل کرنے کی اجازت دی تھی۔

ایک کتاب اسلامی میراث میں خاندانی منصوبہ بندی مصری عالم ڈاکٹر عبدالرحیم عمران کے قلم سے ہے جسے جامع الازہر میں اسلامی تحقیقات کے مرکز برائے تحقیق ومطالعہ آبادی نے شائع کیا ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے عزل پر جو مانع حمل کے وسائل میں ایک وسیلہ ہے، آغاز اسلام سے لے کر بیسویں صدی تک کے فقہاء کے افکار وآرا کا جائزہ لیا ہے اور بتایا ہے کہ اسلام کے نو فقہی مسالک میں آٹھ ایسے ہیں جنہوں نے تنگی ومشقت اور بچوں کی بڑی تعداد سے بچنے کے لیے عزل کی اجازت دی ہے۔ کئی اسلامی ممالک مثلاً بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ملائیشیا، ترکی، ایران، مصر وغیرہ میں علماء نے فتاوی جاری کیے

کہ خاندانی منصوبہ بندی اسلام میں جائز ہے۔ مذکورہ کتاب کا اردو زبان میں ڈاکٹر رشید احمد جالندھری نے ترجمہ کیا ہے جو اسلامی میراث میں خاندانی منصوبہ بندی کے عنوان سے شائع ہو چکی ہے۔

پیش نظر کتابچہ میں ڈاکٹر عبدالراحیم کی درج بالا کتاب سے کئی فتاوی اور فقہاء کی آراء کو شامل کیا گیا ہے۔ اسکے علاوہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خاندانی منصوبہ بندی کے جواز اور ماں اور بچے کی صحت کی افادیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ مذہبی علماء اور اسلامی اسکالر کی اسلام آباد میں 30 جون 2015 کے اجلاس میں جو اعلامیہ جاری کیا گیا وہ اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے

پاکستان میں آبادی کا مسئلہ اور اسلامی تعلیمات:۔

پاکستان میں آبادی میں غیر معمولی اضافہ ایک اہم مسئلہ بن چکا ہے، کیونکہ وسائل کی افزائش اسی رفتار سے نہیں ہو رہی جس سے غربت، معاشی زبوں حالی اور سماجی پیچیدگیاں بڑھتی جا رہی ہیں۔ اسلام جو نہ صرف عبادات بلکہ ایک مکمل نظامِ زندگی ہے۔ تمام اجتماعی اور انفرادی مسائل کے حل کے لیے قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس کتابچے میں اسلامی نقطہ نظر سے خاندانی منصوبہ بندی پر تفصیلی بحث کی گئی ہے، جس میں علماء کرام کے فتاویٰ، اسلامی فقہ کے مختلف مکاتبِ فکر کی آراء اور تاریخی نظائر کا جائزہ لیا گیا ہے۔

علمائے کرام نے اپنی تحقیق میں ثابت کیا ہے کہ اسلام نے نہ صرف خاندانی منصوبہ بندی کے اصولوں کو تسلیم کیا بلکہ ابتدائی دور میں ہی اس پر غور وفکر کیا گیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو عزل (ایک مانع حمل طریقہ) کی اجازت دی گئی تھی تاکہ وہ سماجی اور معاشی مشکلات سے بچ سکیں۔ اسی طرح، مختلف فقہی مکاتبِ فکر میں اس مسئلے پر تحقیق کی گئی، اور اکثریت نے تنگ دستی، صحت اور دیگر معاشرتی مسائل کو بنیاد بنا کر خاندانی منصوبہ بندی کو جائز قرار دیا۔

مختلف اسلامی ممالک جیسے مصر، ترکی، انڈونیشیا، ایران اور بنگلہ دیش میں علمائے کرام نے اس موضوع پر کھل کر اظہارِ خیال کیا اور اس کو اسلامی نقطہ نظر سے جائز قرار دیا۔ خاص طور پر مصری عالم ڈاکٹر عبدالرحیم عمران کی تحقیق، جو جامعۃ الازہر کے اسلامی تحقیقی مرکز میں شائع ہوئی، نے اس بات کی وضاحت کی کہ بیشتر فقہی مسالک نے عزل اور دیگر مانع حمل طریقوں کو مشقت اور ضرورت کے تحت جائز قرار دیا ہے۔

امام شافعی نے سورۃ نساء کی روشنی میں اس بات پر زور دیا کہ زیادہ بچوں کی پیدائش سے گریز بعض حالات میں بہتر ہو سکتا ہے، جبکہ امام غزالی نے خاندانی منصوبہ بندی کو جائز قرار دیتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا کہ اگر اس کا مقصد معاشی اور صحت کے مسائل سے بچاؤ ہو تو یہ کسی طور پر "قتل اولاد" کے مترادف نہیں ہے۔ مزید برآں، فقہ حنفی کے مشہور فقیہ ابوبکر جصاص اور دیگر اکابر علمائے اسلام نے بھی اس رائے کی تائید کی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری، جسے پانچ سو علمائے دین نے مرتب کیا، میں بھی بیوی کی اجازت سے عزل کو جائز قرار دیا گیا ہے، جبکہ حمل کے ابتدائی مراحل میں اسقاطِ حمل کی بھی بعض صورتوں میں اجازت دی گئی ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد جیسے جید علماء نے اس معاملے کو حیاتیاتی اور سماجی مسئلہ قرار دیا اور یہ رائے دی کہ اس

میں فقہ کو شامل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ، حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ کے فتاویٰ سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ جب تک بچہ رحم میں ابتدائی مراحل میں ہوتا ہے، تب تک اس کا اسقاط حمل بچوں کے قتل کے مترادف نہیں۔

اس کتابچے میں درج متعدد احادیث بھی اس امر کی تائید کرتی ہیں کہ عزل اور دیگر مانع حمل طریقے نہ صرف جائز ہیں بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی اس پر عمل کیا جاتا تھا، اور اسے ناپسندیدہ قرار نہیں دیا گیا۔ تمام بڑے فقہی مکاتب یعنی حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی علماء اس بات پر متفق ہیں کہ خاندانی منصوبہ بندی کی مختلف صورتیں اختیار کی جاسکتی ہیں، بشرطیکہ اس کا مقصد اسلام کے بنیادی اصولوں کے خلاف نہ ہو۔

نتیجتاً، یہ ثابت ہوتا ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی، چاہے وہ عزل کے ذریعے ہو، مانع حمل ادویات کے استعمال سے ہو یا کسی اور طریقے سے، اگر وہ فطرت کے خلاف نہ ہو اور شرعی حدود کے اندر ہو، تو وہ جائز ہے۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جو انسانی فطرت، سماجی اور معاشی تقاضوں کو مدنظر رکھتا ہے اور ہر دور کے مسائل کا حل فراہم کرتا ہے۔ اس لیے مسلم دنیا کو اس مسئلے کو جذباتی یا غیر منطقی طور پر دیکھنے کے بجائے، قرآن وسنتؐ اور فقہ کی روشنی میں حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کرنا چاہیے، تاکہ نہ صرف فرد بلکہ پورا معاشرہ فلاح و بہبود کی راہ پر گامزن ہو سکے۔

خاندانی منصوبہ بندی اور توازن کا تصور

خاندانی منصوبہ بندی ایک ایسا موضوع ہے جس پر دنیا بھر میں مختلف نقطہ نظر پائے جاتے ہیں۔ کچھ اسے خالصتاً سائنسی اور سماجی مسئلہ سمجھتے ہیں، جبکہ کچھ اسے مذہبی عقائد کے تناظر میں دیکھتے ہیں۔ اسلام ایک متوازن دین ہے جو زندگی کے تمام پہلوؤں میں اعتدال اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اس لحاظ سے خاندانی منصوبہ بندی کا تصور اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے، بشرطیکہ اسے شریعت کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنایا جائے۔

اسلام کا بنیادی اصول توازن اور اعتدال پر مبنی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"وَجَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا" (سورۃ البقرہ:143)

یعنی "اور ہم نے تم کو امت معتدل بنایا۔"

یہی اصول زندگی کے تمام معاملات میں لاگو ہوتا ہے، چاہے وہ عبادات ہوں، سماجی ذمہ داریاں ہوں یا خاندانی منصوبہ بندی۔ اسلام میں بچوں کی پیدائش کو ایک نعمت قرار دیا گیا ہے، لیکن ساتھ ہی اس بات پر بھی زور دیا گیا ہے کہ والدین اپنی اولاد کی بہترین تربیت اور کفالت کے قابل ہوں۔

خاندانی منصوبہ بندی، والدین کی ذمہ داری اور اسلامی جواز

خاندانی منصوبہ بندی کا مقصد صرف اولاد کی تعداد کو محدود کرنا نہیں، بلکہ ایک خوشحال اور متوازن خاندانی نظام کی تشکیل بھی ہے۔ اسلام میں وسائل کی منصفانہ تقسیم اور والدین کی ذمہ داریوں پر زور دیا گیا ہے۔ نبی کریمؐ نے بھی بچوں کی اچھی تربیت اور ان کے حقوق کی پاسداری پر زور دیا۔ ایک حدیث میں آتا ہے:

"آدمی پر لازم ہے کہ وہ اپنے زیر کفالت افراد کو ان کے حقوق دے۔" (سنن ابن ماجہ)

اس حدیث کی روشنی میں، اگر کوئی جوڑا اپنے وسائل، صحت، بچوں کی بہتر تربیت کے پیش نظر مناسب وقفے سے بچوں کی پیدائش کا خواہش مند ہے، تو یہ اسلامی اصولوں کے خلاف نہیں۔

عزل کا جواز

اسلام میں ایسی تدابیر اختیار کرنے کی اجازت ہے جو عارضی ہوں اور جن سے صحت پر کوئی نقصان نہ ہو۔ مستقل اور ناقابل واپسی طریقے جیسے کہ نس بندی (Sterilization) کو عام حالات میں ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے، جب تک کہ طبی یا شرعی ضرورت نہ ہو۔ نبی کریمؐ کے زمانے میں "عزل" (یعنی مباشرت کے دوران حمل سے بچاؤ کی تدبیر) کو اختیار کیا جاتا تھا اور اس پر کوئی ممانعت نہیں تھی۔

اسلامی تعلیمات اور جدید چیلنجز

آج کے دور میں وسائل کی کمی، صحت کے مسائل اور تعلیمی ضروریات جیسے چیلنجز والدین کے لیے مزید سوچنے کا باعث بنتے ہیں۔ ایک متوازن اسلامی نقطہ نظر یہ ہے کہ مسلمان جوڑے اپنی زندگی کے عملی تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے دانشمندی اور مشاورت کے ساتھ خاندانی منصوبہ بندی کریں۔

اسلام خاندانی منصوبہ بندی کو فطری اصولوں اور شرعی دائرے میں رکھنے کی اجازت دیتا ہے، تاکہ والدین اپنے بچوں کی بہتر پرورش کر سکیں اور ایک مضبوط اور خوشحال معاشرہ تشکیل دے سکیں۔ اسلامی تصور توازن اس بات کی تلقین کرتا ہے کہ ہر کام میں اعتدال رکھا جائے اور اپنی ذمہ داریوں کو بہترین طریقے سے نبھایا جائے۔ خاندانی منصوبہ بندی بھی اسی توازن کا حصہ ہے، جو فلاحی اور سماجی ترقی کے لیے ضروری ہے۔

پاکستان میں تولیدی صحت اور خاندانی منصوبہ بندی کے حقوق

پاکستان، جہاں تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی وسائل اور سماجی نظاموں پر دباؤ ڈال رہی ہے، وہاں خاندانی منصوبہ بندی کو توازن کے ساتھ ہم آہنگ کرنا پائیدار ترقی کے لیے ایک اخلاقی فریم ورک پیش کرتا ہے۔ ساتھ ہی، تولیدی صحت کے حوالے سے حقوق پر مبنی نقطہ نظر فرد کی خودمختاری، رسائی، اور انصاف کو اولین ترجیح دیتا ہے۔

پاکستان کی آبادی 22 کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے، جو سالانہ 2 فیصد کی شرح سے بڑھ رہی ہے۔ ایشیاء کی بلند ترین شرحوں میں سے ایک خواتین میں شرحِ پیدائش 3.6 اور مانع حمل طریقوں کا استعمال صرف 34 فیصد ہے (پی ڈی ایچ ایس 2017-18)، جس سے خاندانی منصوبہ بندی کی ضرورت پوری نہ ہونے کا مسئلہ سنگین ہے۔ یہ اضافہ غربت، بے روزگاری، اور ماحولیاتی انحطاط کو بڑھا رہا ہے، جو آبادی اور وسائل کے درمیان توازن کو مجروح کر رہا ہے۔ دیہی شہری تفاوت اور صنفی ناانصافی تولیدی خدمات تک رسائی کو مزید پیچیدہ بنا دیتے ہیں۔

تولیدی صحت کے لیے حقوق پر مبنی نقطہ نظر

1994 کی بین الاقوامی کانفرنس برائے آبادی و ترقی (آئی سی پی ڈی) کے فریم ورک میں تولیدی حقوق کو انسانی حقوق کا حصہ قرار دیا گیا ہے، جس میں تعلیم، مانع حمل ادویات، اور محفوظ زچگی تک رسائی شامل ہے۔ تاہم پاکستان میں پدرانہ روایات، غلط معلومات، اور صحت کی دیکھ بھال کی کمی ان حقوق کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ صرف 52 فیصد خواتین صحت کے فیصلوں میں حصہ لیتی ہیں (پی ڈی ایچ ایس)، جبکہ زچگی کی اموات کی شرح 186 فی لاکھ زندہ پیدائش ہے۔ حقوق پر مبنی نقطہ نظر ڈھانچہ جاتی رکاوٹوں کو ختم کرنے، باشعور انتخاب کو یقینی بنانے، اور پسماندہ گروہوں کو ترجیح دینے کا مطالبہ کرتا ہے۔

توازن کو حقوق پر مبنی نقطہ نظر کے ساتھ ہم آہنگ کرنا پاکستان کو آبادیاتی بحران کے حل کی ایک جامع راہ دکھاتا ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی کو اسلامی اخلاقیات اور انسانی حق دونوں کے طور پر پیش کرتے ہوئے، پاکستان سماجی قبولیت کو فروغ دے سکتا ہے، افراد کو بااختیار بنا سکتا ہے، اور آبادیاتی رجحانات کو پائیدار ترقی کے ہدف کے ساتھ ہم آہنگ کر سکتا ہے۔ اس توازن کو حاصل کرنے کے لیے حکومت، مذہبی اداروں، اور سول سوسائٹی کی مشترکہ کوششیں درکار ہیں تاکہ ہر پاکستانی کو صحت مند اور منصوبہ بند مستقبل کا حق حاصل ہو۔

ماں اور بچے کی صحت کی اہمیت

اسلامی تعلیمات میں انسانی صحت اور فلاح و بہبود کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے، خاص طور پر ماں اور بچے کی صحت کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں ماں اور بچے کی صحت کا خیال رکھنا نہ صرف ایک فطری ذمہ داری ہے بلکہ ایک مذہبی فریضہ بھی ہے۔

ماں کی صحت اور اسلام

اسلامی تعلیمات کے مطابق ماں کو خاندان کا بنیادی ستون سمجھا جاتا ہے، اور اس کی صحت کو اولین ترجیح دی گئی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر ماں کے مقام اور اس کی ذمہ داریوں کا ذکر کیا ہے۔ سورۃ لقمان میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی تاکید کی، اس کی ماں نے اسے کمزوری پر کمزوری سہہ کر پیٹ میں رکھا اور دو سال اس کا دودھ چھڑانے میں لگے۔" (لقمان: 14)

یہ آیت اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ ماں کا جسمانی اور ذہنی طور پر صحت مند ہونا ضروری ہے تاکہ وہ حمل اور پیدائش کے مراحل کو بہتر طریقے سے گزار سکے۔ اسلام حاملہ خواتین کے آرام، خوراک اور جسمانی صحت کا خاص خیال رکھنے کا حکم دیتا ہے تاکہ وہ ایک صحت مند نسل کو جنم دے سکیں۔

بچے کی صحت اور اسلامی تعلیمات

بچے کی صحت کا تعلق براہ راست ماں کی صحت سے ہے۔ اسلام میں پیدائش سے قبل اور بعد کے مراحل میں بچے کی جسمانی اور ذہنی نشوونما پر زور دیا گیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو ابتدائی عمر میں اچھی پرورش دینے اور ان کے ساتھ نرمی اور محبت سے پیش آنے کی تلقین کی ہے۔

حدیث نبویؐ ہے:

"تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔" (صحیح بخاری)

اس حدیث کی روشنی میں والدین، خاص طور پر ماں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ بچے کی اچھی صحت اور نشوونما کا اہتمام کرے۔ بچے کی صحت کے لیے ضروری ہے کہ اسے متوازن غذا دی جائے، اس کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھا

جائے اور بیماریوں سے بچاؤ کے اقدامات کئے جائیں۔

متوازن غذا اور صحت مند زندگی

اسلام میں صحت مند غذا اور صفائی ستھرائی پر بھی زور دیا گیا ہے۔قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"اور کھاؤ، پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو۔"(سورۃ الاعراف:31)

یہ آیت ہمیں صحت مند غذا کی اہمیت اور اعتدال پسندی کی تلقین کرتی ہے۔ماں اور بچے دونوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ غذائیت سے بھرپور خوراک استعمال کریں تا کہ ان کی جسمانی صحت برقرار رہے۔

اسلامی معاشرے میں صحت مند ماں اور بچہ

اسلامی معاشرہ ماں اور بچے کی صحت کا خاص خیال رکھتا ہے۔زکوۃ اور صدقات کے نظام کے ذریعے ضرورت مند ماؤں اور بچوں کی مدد کی جاتی ہے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ یتیموں اور بچوں کی دیکھ بھال کا حکم دیا اور خواتین کی صحت کا خیال رکھنے کی تلقین فرمائی۔

اسلامی تعلیمات میں ماں اور بچے کی صحت کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے کیونکہ ایک صحت مند ماں ہی ایک صحت مند نسل کی بنیاد رکھ سکتی ہے۔معاشرے کی ترقی اور خوشحالی کا انحصار اسی پر ہے کہ مائیں اور بچے صحت مند اور تندرست ہوں۔لہٰذا، اسلامی تعلیمات کے مطابق ہمیں ماں اور بچے کی صحت کو اولین ترجیح دینی چاہیے تا کہ ہم ایک خوشحال اور مضبوط اسلامی معاشرہ تشکیل دے سکیں۔

ماں کا دودھ بچے کے لیے بہترین غذا ہے اور قرآن پاک میں بھی دو سال تک پلانے کی تلقین کی گئی ہے:"مائیں اپنے بچوں کو مکمل دو سال دودھ پلائیں، اگر وہ مدت پوری کرنا چاہیں"(سورۃ البقرہ 233)۔یہ نہ صرف بچے کی صحت و نشوونما کے لیے ضروری ہے بلکہ ماں کے لیے بھی فائدہ مند ہے، کیونکہ اس سے قدرتی طور پر وقفہِ ولادت(birthspacing) حاصل ہوتا ہے، جو ماں کی صحت کی بحالی میں مدد دیتا ہے۔ماں کا دودھ تمام ضروری غذائی اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے اور بچے کی قوت مدافعت کو مضبوط بناتا ہے، اس لیے اسلامی تعلیمات کے مطابق دو سال تک دودھ پلانے کو ترجیح دی جانی چاہیے۔

رضاعت اور خاندانی منصوبہ بندی

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

"اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں، یہ حکم اس کے لیے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے۔"

(سورۃ البقرہ، آیت: ۲۳۳)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ماؤں کو دو سال تک اپنے بچوں کو دودھ پلانے کی ترغیب دی ہے۔ یہ ہدایت نہ صرف بچے کی صحت اور نشوونما کے لیے اہم ہے، بلکہ اس کا تعلق خاندانی منصوبہ بندی اور بچوں کے درمیان مناسب وقفہ سے بھی ہے۔

رضاعت اور خاندانی منصوبہ بندی کا تعلق:

حمل سے تحفظ:

دو سال تک دودھ پلانے کے دوران ماں کے حمل کے امکانات کم ہو جاتے ہیں، کیونکہ رضاعت قدرتی طور پر ماں کے ہارمونز کو متاثر کرتی ہے اور اس دوران بیضہ سازی (Ovulation) کم ہوتی ہے۔ اس طرح، یہ عمل خاندانی منصوبہ بندی کا ایک قدرتی ذریعہ بن جاتا ہے۔

بچوں کے درمیان وقفہ: دو سال تک دودھ پلانے سے ماں اور بچے دونوں کی صحت بہتر ہوتی ہے۔ اس دوران ماں کو اپنی صحت بحال کرنے کا موقع ملتا ہے، جس سے اگلے بچے کے لیے مناسب تیاری ممکن ہوتی ہے۔ یہ وقفہ ماں اور بچے دونوں کے لیے فائدہ مند ہے۔

بچے میں قوت مدافعت:

دو سال تک دودھ پلانے سے بچے کی قوت مدافعت مضبوط ہوتی ہے اور وہ مختلف بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔

شرعی نقطہ نظر:

اسلام میں خاندانی منصوبہ بندی کی اجازت ہے، بشرطیکہ اس کا مقصد ماں اور بچے کی صحت کو بہتر بنانا ہو۔ دو سال تک دودھ پلانے کی ہدایت بھی اسی مقصد کو پورا کرتی ہے۔ لہٰذا، خاندانی منصوبہ بندی کے لیے رضاعت کے دورانیے کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

خلاصہ:

قرآن مجید میں دو سال تک دودھ پلانے کی ہدایت نہ صرف بچے کی صحت کے لیے ہے، بلکہ یہ خاندانی منصوبہ بندی اور بچوں کے درمیان مناسب وقفہ کے لیے بھی ایک قدرتی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔اس عمل سے ماں اور بچے دونوں کی صحت بہتر ہوتی ہے اور خاندانی زندگی میں توازن قائم رہتا ہے۔

مانع حمل کا جواز

قرآن مجید اور سنت حلال وحرام کے بارے میں شرعی احکام کا بنیادی ماخذ قرآن مجید اور رسول اللہ کی سنت ہے۔

قرآن مجید

قرآن مجید کے گہرے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس میں کوئی نص (Text) ایسی نہیں ہے جو مانع حمل کے ذریعے بچوں کی تعداد کو کم کرنے سے روکتا ہو۔

سنت:۔

عزل: رسول اکرم کے عہد مبارک میں خود صحابہ کرام عزل کیا کرتے تھے۔ یہ بات حضورؐ کے علم میں تھی لیکن آپ ؐ نے انہیں اس سے منع نہیں فرمایا۔

عزل کے متعلق صحیح مسلم نے حضرت جابرؓ کی ایک روایت کو نقل کیا ہے۔

کہ جب قرآن مجید نازل ہو رہا تھا۔صحابہ کرام عزل پر عمل کیا کرتے تھے۔(اگر عزل ممنوع ہوتا تو قرآن ہمیں اس سے روک دیتا)۔

شیخ قرضاوی کا کہنا ہے کہ حضرت جابرؓ نے روایت سے یہ تصور دیا ہے کہ اگر وحی کسی چیز کے بارے میں خاموش ہے تو وہ حلال ہے۔

شریعت کی بنیاد قرآن وسنت ہے۔ خاص طور پر ان اشیاء میں جو ممنوع یا حرام قرار دی گئی ہیں۔قرآن نے فرمایا ہے(الانعام (۶) حالانکہ جو کچھ تم پر حرام کیا گیا ہے وہ خدا نے کھول کر بیان کر دیا ہے۔

صحابہ کرام جو عزل کیا کرتے تھے ان میں حضرت علیؓ، ابن ابی طالب، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابو ایوب انصاری، حضرت زید بن ثابت، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت حسن بن علیؓ، حضرت

جناب بن الارت، حضرت ابوسعید خدری، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت سعد بن مسیب، حضرت طاوس، حضرت عطاء حضرت حجاج بن عمرو غزیہ، حضرت تھی، حضرت عقلمہ، حضرت ابن عباس کے ساتھ سب تابعین سعید ابن جبیر، ابن سیرین، ابراہیم ایلیمی، عمر المرہ اور جابر بن زید۔ کچھ نے عزل کو ناپسند کیا۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ عزل حرام ہے۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آزاد بیوی کی اجازت ہی سے عزل کیا جائے۔

(ابوداؤد کی روایت)۔

حضرت ابو ہریرہ نے حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے بیوی (آزاد) سے اجازت لئے بغیر عزل سے منع فرمایا۔

(ابن ماجہ اور ابن حنبل کی روایت)۔

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے، ہم عزل کیا کرتے تھے تو یہود نے کہا یہ (عزل) تو ایک چھوٹا قتل ہے۔ رسول اللہ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہود نے غلط کہا اگر اللہ کسی کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمالیتا ہے تو پھر اسے کوئی روک نہیں سکتا۔''

(ترمذی، نسائی، ابوداؤد کی روایت)۔

ایسی ہی کئی روایات اس بارے میں ہیں۔

حمل میں وقفہ:

قرآن مجید میں کوئی ایسی واضح نص نہیں ہے جو میاں بیوی کو دو حمل کے درمیان وقفہ کرنے سے روکتی ہو یا انہیں اس بات سے منع کرتی ہو کہ وہ طبعی، اقتصادی اور ثقافتی حالات کے پیش نظر کم بچوں کی خواہش رکھیں، ایسی ہی قرآن میں کوئی واضح نص نہیں جو آدمی کو عزل سے (مانع حمل کے طریقے کار) روکتی ہو۔

1)۔ قرآن مجید میں حکم ہے اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو دو برس پورے (سورۃ 2:233)

2)۔ اور ہم نے حکم کر دیا انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلائی کا پیٹ میں رکھا اس کو اس کی ماں نے تکلیف سے اور جنا اس کو تکلیف سے اور حمل میں رہنا اس کا اور دودھ چھوڑنا تیس مہینے میں ہے یہاں تک کہ جب پہنچا اپنی قوت کو اور پہنچ گیا چالیس برس کو

(سورۃ الاحقاف 46:15)

3)۔ اور ہم نے تاکید کردی انسان کو اس کے ماں باپ کے واسطے پیٹ میں رکھا اس کو اس کی ماں نے تھک تھک کر اور دودھ چھڑانا ہے اس کا دو برس میں کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھ ہی تک آنا ہے۔

(سورۃ لقمان 31:14)

ان آیتوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ حمل میں وقفہ کی ہدایت کرتی ہیں اس وقفہ سے ماں بچے کو دودھ پلانے کے قابل ہوجاتی ہے اس مدت میں نئے حمل کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس عورت کے بارے میں تنبیہہ فرمائی ہے جو دودھ پلانے کی مدت میں حاملہ ہوجاتی ہے جسے عربی میں ''خیل''،'' خیلہ'' یا''خیال'' (بچے پر حملہ) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اسماء بنت زید بن سکن سے روایت ہے اس نے کہا میں نے رسول ﷺ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا تم اپنے بچوں کو خفیہ طور پر (لاشعوری) قتل نہ کرو اس لیے کہ ''حیلہ ایک سہوار پر اس طرح اثر انداز ہوتا ہے جس طرح وہ دشمن سے شکست کھا کر اپنے گھوڑے سے گر پڑتا ہے۔'' ابوداؤد نے روایت کی)۔

۔اہل علم نے کہا کہ اس حدیث سے مانع حمل کا اشارہ یا بالواسطہ جواز ملتا ہے۔ جدید طب نے اس بات کی تصدیق کردی ہے کہ حاملہ عورت کا دودھ بچے کی صحت پر متعدد برے اثرات ڈالتا ہے یعنی مضر صحت ہے۔ مختصراً آیات میں ماں کے دودھ کی آفادیت کو بیان کیا گیا ہے۔

کثرت اولاد کا سوال:

چھ حضرات جو وقفہ کی مخالفت میں کثرت اولاد کو ترجیح دیتے ہیں اور کچھ قرآنی آیات کے لفظی معنی اور احادیث کا سہارا لیتے ہوئے اس حدیث کا کثرت سے استعمال کرتے ہیں ''شادی کرو اور کثرت اولاد پیدا کرو میں قیامت کے دن دوسری قوموں کے سامنے تم پر فخر کروں گا۔''

اس حدیث کو عراقی اور زبیری نے ضعیف قرار دیا ہے۔اس کا جواز سب سے آخر میں آ جاتا ہے۔بہرحال موجودہ دور میں حکومت پاکستان اور بلوچستان کی پالیسی کے تحت توازن کا تصور ہے۔جس میں میاں اور بیوی کو اختیار ہے کہ وہ خود فیصلہ کریں اور جب فیصلہ کرلیں کہ وہ خاندانی منصوبہ بندی پر عمل پیرا ہونا چاہتے ہیں تو حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ عوام کو صحت اور تولیدی صحت کی خدمات بہم فراہم کرے۔

تعدد ازواج و کثرت اولاد

تعدد ازواج کثرت اولاد اور اس کے لئے تعدد ازواج (Polygamy) مطلب ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ بیویوں کا ہونا) کو بحث کے لئے اکثر حضرات پیش کرتے ہیں اگر ان کا مفہوم ہم پھر آیات کے لفظی معنوں سے لیں تو غلطی پر ہوں گے کیونکہ اس کو اعتدال میں رکھنے کے لئے معاشی حالات اور انصاف کے مشکل تقاضے بھی پورے کرنے ہوں گے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو شادی کرنے سے ممانعت نہ کی ہوتی اگر صرف کثرت اولاد اور توکل کے ظاہری معنوں کو ہم عملاً تسلیم کریں۔

''وہ لوگ جو نہیں کر پاتے شادی کرنے کی قدرت یہاں تک کہ غنی کر دے، انہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے۔''

(سورۃ النور آیت ۳)

حدیث شریف میں اس طرح آیا ہے اے جوان لوگو! جو شادی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے انہیں چاہئے کہ وہ روزے رکھیں کیونکہ یہ جنسی خواہشوں کو روکنے کا بہتر طریقہ ہے۔

''اور تم اپنی طرف سے کتنے خواہش مند ہو لیکن یہ بات تمہاری طاقت سے باہر ہے کہ ایک سے زیادہ عورتوں میں (کامل طور پر) عدل کر سکو'' (سورۃ النساء)

صرف بچے پیدا کر کے بے فکر ہونا غلط ہے اسلام میں بچوں کے حقوق ہیں اور ان کو پورا کرنا والدین کا فرض ہے۔

رزق اور توکل علی اللہ

کثرت اولاد میں وہ رزق اور توکل علی اللہ کا تصور پیش کرتے ہیں۔اس بارے میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کو رزق فراہم کرنے پر قدرت رکھتا ہے ایسے ہی قضا وقدر اللہ پر مکمل اعتماد (توکل) کے خلاف بھی کوئی اختلاف یا مخالفت نہیں ہے۔

قرآن کی آیت کریمہ (ھودا) ''اور زمین پر چلنے والا کوئی جانور نہیں ہے جس کی روزی کا انتظام اللہ پر نہ ہو۔'' اس آیت کا ہرگز یہ مفہوم نہیں کہ انسان سستی اور کاہلی کی راہ اختیار کرتے ہوئے کسب معاش ترک کر دے اور اللہ سے دعا مانگے خدایا! ہمیں کام کئے بغیر رزق عطا فرما۔توکل کے اصلی معنی وہی ہیں جو حضرت عمرؓ بن خطاب سے مروی ہیں آپ نے توکل کے معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

توکل کسان سے سیکھئے جو زمین (تیار کر کے) اس میں بیج بوتا ہے اور پھر اچھی فصل کے لیے اللہ پر توکل کرتا ہے۔ایک دن ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کیا میں اپنے اونٹ کی ٹانگ باندھ دوں یا اللہ پر توکل کروں۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''اس کی ٹانگ باندھئے اور پھر اللہ پر توکل کیجئے۔'' (اسے ترمذی، بیہقی اور طبرانی نے روایت کیا ہے)۔

اس آیت کریمہ (ھود آیت نمبر ۶) کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو زندہ رکھنے کے لیے مناسب رزق کی تخلیق کی ہے۔اس نے مخلوق کی رہنمائی بھی کی ہے کہ وہ کس طرح اپنے رزق کو حاصل کرے اور اسے اس کا راستہ بھی بتا دیا ہے جو اس کے رزق تک جاتا ہے۔رزق کو ڈھونڈے اور حاصل کرنے کی رہنمائی آیات کریمہ میں جگہ جگہ دی گئی ہیں اور نشانیاں دی گئیں تا کہ تم وہ حاصل کرنے کیلئے محنت اور مزدوری کر سکے اسی لئے آیت کریمہ (النباء، (۷) میں فرمایا گیا ہے اور ہم نے دن کو روزی کمانے کے لئے بنایا اور ہم نے برسایا بادلوں سے پانی تا کہ ہم آ گائیں اس کے ذریعے اناج اور سبزی نیز گھنے باغات۔

(بنی اسرائیل ۱۷)۔

اور ہم نے مدھم کر دیا رات کی نشانی کو اور بنا دیا دن کی نشانی کو روشن تا کہ (دن کے اجالے میں) تم تلاش کرو، رزق اپنے رب سے۔

(عبس (۰۸)   پھر ذرا انسان غور سے دیکھے اپنے غذا کو بیشک ہم نے زور سے پانی برسایا پھر اچھی طرح پھاڑا

زمین کو (کھیت بنا) پھر ہم نے اگایا (بیج اور پودے) اس میں غلہ اور انگور اور ترکاریاں اور زیتون اور کھجوریں اور گھنے باغات اور پھل اور گھاس سامان زیست تمہارے لئے اور تمہارے مویشیوں کے لیے۔

(النحل ۱۷)

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اتارا آسمان سے پانی تمہارے لئے اس میں سے کچھ پینے کے کام آتا ہے اور اس سے سبزہ اگتا ہے جس میں تم مویشی چراتے ہو، اگاتا ہے تمہارے لئے اس کے ذریعے (طرح طرح کے) کھیت اور زیتون اور کھجور اور ہر قسم کے پھل یقیناً ان تمام چیزوں میں نشانی ہے اس قوم کے لیے جو غور وفکر کرتی ہے۔

دوسری آیت کریمہ (النجم (۳۵) "اور نہیں ملتا انسان کو مگر وہی کچھ جس کی وہ کوشش کرتا ہے اور اس کی کوشش کا نتیجہ جلد نظر آجائے گا پھر اس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سبزی، باغات اور اناج جب تک کہ ہم محنت اور مزدوری کر کے اگائیں گے نہیں تا نہ پاسکیں گے وہ رزق جو اللہ نے مہیا کرنے کا کہا ہے۔

ہم نے انسان کو زمین پر پھیلا دیا تا کہ اس کی سطح پر ہمارا رزق ڈھونڈیں۔ بیشک میرا رب کشادہ کرتا ہے، رزق کو جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے (جس کے لیے چاہتا ہے) لیکن اکثر لوگ (ان حکمتوں) کو نہیں جانتے اور یاد رکھو نہ تمہارے اموال اور نہ ہی تمہاری اولاد ایسی چیزیں ہیں جو تمہیں ہمارا قرب بخش دیں (سبا ۴۳)

اگر ہم لفظی معنوں پر جائیں تو کئی ایسے واقعات جس میں قحط اور غلہ کی کمی سے (قحط بنگال، ایتھوپیا کے حالات) لاکھوں بچے عورتیں اور مرد مر گئے تو لوگوں کا عقیدہ خراب ہو جائے گا۔ رزق کی فراہمی پر بغیر ان تیاریوں کے جس سے رزق ڈھونڈیں اور آئندہ کے لیے بھی پلاننگ کریں تا کہ تنگی میں نہ پڑ جائیں۔

اور بیشک اللہ تعالیٰ ہی شفاء دینے والا ہے۔

اگر ضبط تولید اس لیے نا جائز ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی رزاق ہے تو اس بناء پر بیماری کا علاج بھی نا جائز ہوگا کیونکہ صرف اللہ ہی شفاء دینے والا ہے۔

کیفیت اور کمیت۔توازن:

دوسرے تمام مذاہب کی طرح اسلام نے بھی اپنے پیروکاروں کی تعداد بڑھانے اور زمین کو آباد کرنے کی ترغیب دی ہے بشرطیکہ اس عمل میں قدر و کیفیت پر کسی قسم کا کوئی سمجھوتہ نہ کیا جائے اگر کیفیت (Quality) یا کمیت (Quantity) میں سے ایک کے انتخاب کا سوال اٹھایا جائے تو اسلام کیفیت کے حق میں فیصلہ دے گا۔" اے پیغمبر !

(ان لوگوں سے) کہہ دو پاکیزہ گندے کے برابر نہیں ہو سکتا اگر چہ تم گندوں کی کثرت سے متاثر ہو جاؤ۔

(المائدہ ۵)

کتنی ہی چھوٹی جماعتیں؟ ہیں جو بڑی جماعتوں پر حکم الٰہی سے غالب آ گئیں۔

(البقرہ ۲)

حضرت ابن عباس نے ایک روایت میں کہا ہے کہ آدمی کے ہاں زیادہ بچوں کا ہونا مشقت و تنگی کو دعوت دینا۔ ہے۔" بچوں کی کثرت فقر و غربت کی ایک قسم ہے اس کے برعکس تھوڑے بچے خوشحالی کی ایک علامت"

(قضائی کی روایت در مسند شہاب)

مسلمانو اگر تم میں بیس آدمی بھی مشکلوں کو جھیل جانے والے نکل آئیں تو یقین کرو کہ وہ دو سو دشمنوں پر غالب ہو کر رہیں گے اور اگر تم میں سے ایسے سو آدمی ہو گئے تو سمجھ لو ہزار کافروں کو مغلوب کریں گے اور یہ اس لئے ہو گا کہ کافروں کا گروہ ایسا گروہ ہے جس میں سمجھ بوجھ نہیں۔ (الانعام:۸)

(ا) ایک ایسا دور آئے گا جبکہ آدمی کو اس کی بیوی، بچے اور ماں باپ تباہ کر دیں گے۔ وہ اس پر غریبی کا الزام لگا دیں گے، وہ اسے ایسی باتوں کے لئے ایذا پہنچائیں گے جو وہ سرانجام نہیں دے سکے گا۔

(اسلام اور تنظیم الاعصرات صفحہ ۹۶۲)

(ب) میں اللہ تعالیٰ سے جہد البلاء سے بچنے کے لئے پناہ مانگتا ہو، صحابہ کرام نے دریافت کیا۔ اے رسول خدا! جہد البلاء کیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا کہ کم مال اور بہت سی اولاد۔

ایک دوسری حدیث میں روایت ہے کہ زیادہ بچے کم مال کے ساتھ۔

(اسلام و تنظیم العصرات صفحہ ۹۶۲)

(ج) ''مجھے وہ مومن بہت پسند ہے جس کا خاندان مختصر ہو اور وہ باقاعدگی سے نماز پڑھتا ہو۔

(اسلام و تنظیم العصرات صفحہ ۹۶۲)

تدبیر نصف خوشی ہے۔ عشق نصف علم ہے فکر نصف بڑھاپا ہے اور مختصر خاندان مسرت اور خوشحالی کا نام ہے۔

(اسلام و تنظیم العصرات صفحہ ۹۶۲)

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کثرت یہ دعا کیا کرتے تھے۔ اللھم انی اعوذ بک من جھد البلاء (ترجمہ: اے اللہ میں مصیبت جھیلنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں) آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ

جھد البلاء کیا چیز ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ " قلت مال اور کثرت اولاد۔

جب خود حضور ﷺ کثرت اولاد کو قلت مال کے سبب مصیبت سمجھتے تھے تو پھر ایک کمزور علم سے بے بہرہ، غیر ترقی یافتہ، تباہ حال مسلمانوں کی بھیڑ جو اپنی پشت پر بیماری، غربت، جہالت اور بے کیفیت زندگی کا بوجھ اٹھائے پھر رہی ہے۔ کبھی بھی قیامت کے دن آنحضرت ﷺ کے لئے فخر ومباہات کا باعث نہیں بن سکتی۔

اسلام میں بچوں کے دس بنیادی حقوق:

1- پاکیزگی نسب کا حق

2- زندہ رہنے کا حق

3- اچھی شہریت اور جائز نام کا حق یا شرعی اور اچھی زندگی کا حق

4- دودھ پینے، سکونت اور طبی نگہداشت کا حق

5- مستقبل کی سلامتی کا حق

6- بہتر نشوونما اور مذہبی تربیت کا حق

7- تعلیم، کھیلوں اور دفاع کی تربیت کا حق

8- جنسی اور دوسرے عوامل کے فرق کے باوجود مساوی سلوک کا حق

9- بچوں کے لئے الگ سونے کے انتظامات کی ضمان

10- اس بات کی ضمانت کا حق کہ تمام سرمایہ بچوں کی امداد پر خرچ ہو رہا ہے، جائز وسائل سے آ رہا ہے۔

اس لئے اگر ہم اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں اور اتنی توجہ بچوں کی تربیت اور باقی حقوق پورے کرنے پر دیں تو اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس کے لئے بہت مالی وسائل کی ضرورت ہوگی اس لئے اسلام میں وقفہ لازم ہے۔ والدین کو معاشی، معاشرتی اور ان تمام چیزوں کو مدنظر رکھنا ہوگا تا کہ بیماریوں اور تنگی کو دور کریں اور اچھے معاشرے کو پروان چڑھانے میں مدد کریں۔

علماء کرام اور فقہاء کی فتاویٰ اور رائے

انسانی صحت، خواتین کی صحت اور خاندانی منصوبہ بندی کے حوالے سے علمائے کرام نے ہمیشہ اسلامی احکام کی روشنی میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اس سلسلے میں علماء کرام کی آراء اور فتاویٰ درج ذیل ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم عمران (مترجم) ڈاکٹر رشید جالندھری اسلامی میراث میں خاندانی منصوبہ بندی' اقوام متحدہ فنڈ برائے خاندانی آبادی' اشاعت 1994ء (اس کتاب سے کچھ اقتباسات لئے گئے ہیں)۔

حضرت عمرو بن العاص فاتح مصر کا ایک خطبہ

اے لوگو! چار خصلتوں سے بچو، کیونکہ یہ خصلتیں آرام کے بعد تکلیف میں فراخی کے بعد تنگی میں اور عزت کے بعد ذلت میں مبتلا کر دیتی ہیں، تم بچو

۱)۔ کثرت اولاد سے ۲)۔ بہت گھٹیا معیار زندگی سے ۳) مال ضائع کرنے سے ۴) اور لایعنی گفتگو

خاندانی منصوبہ بندی اور امام شافعی کا نظریہ

ایک عظیم مسلم فقیہ حضرت امام شافعی نے بھی قرآن مجید سے اپنا نظریہ اخذ کیا ہے ان کی رائے اس قدر صائب ہے کہ ان کا حوالہ دیئے بغیر مضمون تشنہ رہے گا۔ انہوں نے بڑے تدبر سے دو مسائل خاندانی منصوبہ بندی اور تعداد ازواج پر یکجا بحث کی ہے اور نہایت سلیقے سے آپس میں دونوں کا تعلق ظاہر کیا ہے۔ انہوں نے اپنا فیصلہ قرآن کی سورۃ النساء کی مندرجہ ذیل آیت سے لیا ہے۔

اگر تمہیں خدشہ ہے کہ یتیم لڑکیوں کے ساتھ تم انصاف کر سکو گے تو پھر اپنی مرضی کی عورتوں سے شادی کر لو، دو تین یا چار عورتوں سے لیکن اگر تم میں خوف ہے کہ تم ان سے انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی پر اکتفا کرو یا اس لونڈی سے جو تمہاری ملک میں ہے۔ تمہارے لئے ناانصافی سے بچنے کا یہ بہتر طریقہ ہے لیکن ''الاتعولو'' کا مطلب امام شافعی کے نزدیک یہ ہے تاکہ تمہارے زیادہ بچے نہ ہوں اور خاندانی منصوبہ بندی کا یہی مقصد ہے۔

مشہور مفسرین کرام مثلاً علامہ آلوی نے تفسیر روح المعانی اور علامہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں اس تاویل کو ترجیح دی ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق، امام غزالی کا نظریہ

امام صاحب مندرجہ ذیل الفاظ میں اسے جائز قرار دیتے ہیں۔ اس بات کا تفصیلی جائزہ لیتے ہوئے ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ صرف لڑکی کی پیدائش کے خوف سے اس پر عمل کرنا بر حال ناجائز ہے۔ اس کے برعکس خرابی صحت

اور مالی مشکلات کی وجہ سے یہ جائز ہے۔ اس کی واضح الفاظ میں اجازت کے باوجود خاندانی منصوبہ بندی کو قتل اولاد کے مترادف سمجھا جاتا ہے جس کی قرآن میں واضح طور پر ممانعت ہے۔

درحقیقت دونوں کے درمیان بہت فرق ہے چار ماہ تک کے حمل کو ضائع کرنا قتل اولاد کے زمرے میں نہیں آتا (ان ہزاروں جرثومہ ہائے حیات کا تو ذکر ہی کیا جو خاندانی منصوبہ بندی کے طریقوں کی وجہ سے ضائع ہو جاتے ہیں) اس لیے خاندانی منصوبہ بندی کے طریقے اختیار کرنا کسی طرح بھی قتل اولاد نہیں ہے۔ ہمارے بعض علماء کے برعکس کئی دوسرے اسلامی اور عرب ممالک کے علماء نے اس مسئلے کے متعلق ہمدردانہ رویہ اختیار کیا ہے۔ ان میں زیادہ مشہور یہ ہیں۔ شیخ عبدالمجید سلیم مفتی مصر، علامہ خالد محمد خالد، علامہ شیخ محمود شلتوت سابقہ ریکٹر جامعہ الازہر حتیٰ کہ اخوان المسلمون کے دینی علماء نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ پس اس طرح اس کے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں۔

ایک حنفی مفکر اور فقیہہ ابوبکر جصاص کی رائے

قرآنی آیت (نساءکم حرث لکم) کی تشریح میں مشہور حنفی عالم قاضی ابوبکر جصاص اپنی معروف تفسیر احکام القرآن میں فرماتے ہیں کہ ابن عمر سے روایت ہے کہ عزل کرنا یا نہ کرنا لوگوں کی مرضی پر منحصر ہے۔ امام ابوحنیفہ نے ابی ریاح عاصم کا قول نقل کیا ہے۔ اس کے متعلق دوسرا قول ابن عباس سے بھی مروی ہے: ”ہماری رائے میں عزل کی اجازت صرف لونڈی کے بارے میں ہے۔ بیوی کے ساتھ عزل کے لیے اس کی اجازت ضروری ہے۔ حنفی آئمہ کا نظریہ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابن عباسؓ و دیگر صحابہ کبار (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے ماخوذ ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ کی روایت بھی وہی ہے جو قرآن اور تفسیر کی دوسری کتابوں میں ہے جیسے تفسیر طبری، تفسیر نیشاپوری، تفسیر کبیر وغیرہ۔

فتاویٰ عالمگیری:

یہ مجموعہ پانچ سو علمائے دین کی متحدہ کاوشوں سے مرتب ہوا۔ گویا یہ پانچ سو فقہائے اسلام کی تحقیق و تدقیق کے نتیجے میں معرض وجود میں آیا۔ اس میں تحریر ہے۔

اسلام میں بیوی کی اجازت سے عزل پر کوئی پابندی نہیں۔ حمل کے نتیجے میں ماں کے رحم میں جب تک بچے کے اعضاء نہیں بن جاتے اس وقت تک عورت کے لیے اسقاط حمل جائز ہے۔ (اور بچے کے اعضاء حمل کے ۱۲۰ دن کے اندر مکمل نہیں ہوتے)۔

(المومنون (۳۲) ''اور بیشک ہم نے پیدا کیا انسان کو مٹی کے جوہر سے پھر ہم نے رکھا اسے پانی کی بوند بنا کر محفوظ مقام (رحم) میں پھر ہم نے بنا دیا نطفہ کو خون کا لوتھڑا پھر ہم نے بنا دیا لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی، پھر ہم نے پیدا کیا اس بوٹی سے ہڈیاں پھر ہم نے پہنا دیا ان ہڈیوں کو گوشت پھر (روح پھونک کر) ہم نے اسے دوسری مخلوق بنا دیا۔''

یعنی ان سات مرحلوں کے بعد انسانی اعضاء بنتے ہیں۔ حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ کی رائے میں حمل ضائع کرنا بچوں کے قتل کے زمرے میں نہیں آتا۔ جب تک وہ ابتدائی سات مراحل سے نہ گزر چکے ہوں۔ تاہم ملکہ بہبود آبادی کے مروجہ طریقوں سے حمل ضائع نہیں ہوتا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز بن حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلوی کا فتویٰ

عزل کی اسلام میں اجازت ہے کیونکہ اس کی تصدیق آنحضرت ﷺ کی مشہور احادیث سے ہوتی ہے۔ (خاندانی منصوبہ بندی کے لیے دوائیاں یا دوسرے طریقے بھی کیا اسی طرح جائز ہیں۔)

مولانا ابوالکلام آزاد کا فتویٰ:

خاندانی منصوبہ بندی خالصتاً ایک سماجی اور حیاتیاتی مسئلہ ہے اور اسلامی فقہ کو اس میں شامل کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے اگر ماہرین یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ قوم کے لیے ضروری ہے تو وہ اسے اختیار کرنے کے متعلق کوئی فیصلہ صادر کر سکتے ہیں۔ ہمارا فتویٰ یہ ہے۔

یہ تسلیم شدہ بات ہے کہ شریعت اسلامی نظام قدرت اور انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔ قرآن مجید میں اللہ نے فرمایا ہے کہ اپنا چہرہ (مقصد حیات) ایک سچے مسلمان کی طرح دین حنیف کی طرف پھیر لو۔ اللہ کی بنائی ہوئی فطرت جس پر اس نے انسان کو بنایا ہے اس فطرت کے نظام میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہو سکتی۔ یہی دین حق ہے جس سے بہت سے لوگ ناواقف ہیں۔ (۳۰ ۔ ۳۰)

اللہ کی طرف سے انسانی فطرت کے تقاضوں میں ایک شادی کی خواہش ہے لیکن شادی کا مقصد بقائے نسل ہے۔ اس نکتہ پر یہ نص قرآنی ہے کہ شادی اللہ کی طرف سے ایک نعمت ہے۔ تمہیں تمہاری نسل سے بیویاں دی گئیں۔ اس سے تمہیں بیٹے اور پوتے دیئے گئے اور اس کے علاوہ بہت سی نعمتیں دی گئیں۔ (۷۲ : ۱۶)

اس لیے فطرت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے مقصد شادی ایک اسلامی طریقہ ہے اور افزائش نسل

قانون فطرت کا عین ہے۔ اولاد کا زیادہ ہونا اللہ کو پہلے ہی معلوم تھا۔ عرب میں جہاں اسلام کا ظہور ہوا کثرت اولاد عزت ووقار اور رعب وطاقت کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ ان کے نزدیک افرادی قوت ہی فخر ومباہات کی نشانی تھی واضح طور پر اللہ نے شادی کو افزائش نسل کا ذریعہ بنایا بشرطیکہ شادی کرنے والے کے پاس شادی کے اخراجات، بچوں کی تعلیم وتربیت کے لئے وسائل ہوں تاکہ بچے تعلیم کے فقدان کی وجہ سے غیر ذمہ دارانہ سماجی سرگرمیوں میں ملوث نہ ہوں یا باپ (اخراجات کی کمی کی وجہ سے) روزی حاصل کرنے کے مذموم طریقوں کو نہ اپنا لے۔ اگر ایسا خطرہ درپیش ہو تو پھر اس اصول پر عمل کیا جائے کہ وقت کے ساتھ ساتھ قانون بھی بدل جاتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص شادی کی ذمہ داریاں اٹھانے کے قابل نہ ہو، صاحب وسیلہ ہونے تک شادی نہ کرے۔ یہ بات قرآن اور سنت رسولؐ سے واضح ہے۔ قرآن میں یہ آیت اس طرح ہے۔ جن کی شادی (غربت کی وجہ سے) نہیں ہوسکتی انہیں چاہئے وہ

پرہیز (تجرد) کی زندگی گزاریں حتیٰ کہ اللہ انہیں اپنی مہربانی سے مالا مال فرمادے۔

(سورۃ ۳۲ آیت ۳۳)

حدیث شریف میں اس طرح آیا ہے: اے جوان لوگو! جو شادی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے انہیں چاہئے کہ وہ روزے رکھا کریں کیونکہ یہ جنسی خواہشوں کو روکنے کا بہتر طریقہ ہے۔

مندرجہ بالا قرآنی آیت اور حدیث مبارکہ سے جو نتیجہ اخذ ہوتا ہے وہ ہے افزائش نسل پر عارضی پابندی جو اسلام میں بالکل جائز ہے کیونکہ معاشرے اور فرد کی بہتری اسی میں پوشیدہ ہے۔ قرآن اور سنت میں ایسی شادی سے باز رہنے کی تلقین کی گئی ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ افزائش نسل بند کردی جائے بلکہ افزائش نسل کو ناگزیر حالات کی وجہ سے عارضی طور پر روک دیا جائے کیونکہ افزائش کو بند کرنے کے زیادہ خطرناک اور دوررس نتائج نکلتے ہیں۔ اس لیے یہ بات حیران کن ہے کہ بعض حضرات تجرد کی زندگی کی تلقین کرتے ہیں لیکن خاندانی منصوبہ بندی کی اجازت دینے میں انہیں تردد ہے۔

اس کے علاوہ اور صحیح احادیث بھی موجود ہیں جو افزائش نسل کو محدود کرنے کے حق میں ہیں مثلاً عزل پر احادیث کے دو نہایت قابل اعتبار مجموعے (بخاری ومسلم) میں ایک حدیث، جس کے راوی حضرت ابو سعید خدریؓ ہیں، یوں ہے (جنگ میں) کچھ لونڈیاں ہاتھ آئیں، ہم نے ان سے عزل کیا۔ ہم نے پیغمبر اسلام سے اس کے متعلق استفسار کیا تو آپؐ نے فرمایا: جن روحوں نے قیامت تک دنیا میں آنا ہے وہ آکر رہیں گی۔'' ایک اور حدیث شریف میں اس طرح آیا ہے کہ ایک شخص رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہؐ! میرے پاس ایک

لونڈی ہے میں نہیں چاہتا کہ وہ حاملہ ہو جائے۔ میں بھی وہی چاہتا ہوں جو دوسروں کی خواہش ہے لیکن یہودیوں کے مطابق عزل چھوٹے پیمانے پر بچوں کے قتل کے مترادف ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا! یہودی جھوٹ کہتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اس روح کو دنیا میں انسان کی حیثیت سے دنیا میں بھیجنا چاہے تو تم اس کو کبھی روک نہ سکو گے...... بخاری اور مسلم میں ایک اور حدیث اس طرح روایت ہے: ''ہم حضور کے زمانے میں عزل کیا کرتے تھے۔ پیغمبر خدا کو اس کا علم تھا لیکن آپؐ نے ہمیں اس سے منع نہیں فرمایا۔ ان صحیح احادیث کی روشنی میں یہ بات پوری طرح واضح ہے کہ عزل جو افزائش آبادی کو روکنے کا ایک طریقہ ہے، خواہ یہ بغیر کسی واضح مقصد کے ہو، جائز ہے۔ اس کی اجازت متعدد صحابہ کرام اور تابعین کی شہادت کی بنیاد پر ہے اور چاروں فقہی مسلک حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی اس پر متفق ہیں۔

اس سے جو منطقی اور بدیہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ مانع حمل کے طور پر کوئی دوائی یا کوئی طریقہ اپنایا جا سکتا ہے حتیٰ کہ اسقاط حمل بھی جائز ہے بشرطیکہ بچے میں زندگی نمو پذیر نہ ہوئی ہو۔ فقہ حنفی کی مستند کتابوں میں یہ تحریر ہے اور ان کے بیانات سے واضح ہے لیکن کسی حاملہ عورت کو اسقاط حمل کے لیے دوائی دینا جائز ہے بشرطیکہ بچے نے ماں کے پیٹ کے اندر ابھی کوئی واضح صورت اختیار نہ کی ہو اور اس میں زندگی نمو پذیر نہ ہوئی ہو۔ فقہائے کرام کے مطابق بہتر جواز جیسا کہ ابن عابدین نے لکھا ہے کہ حمل سے عورت کا موجودہ بچہ ماں کا دودھ خشک ہو جانے کی وجہ سے خوراک سے محروم رہ جائے گا اور باپ کے پاس اس کے لیے آیا رکھنے کی استطاعت نہیں ہے۔ اس طرح بچے کا موت کے منہ میں جانے کا اندیشہ ہے۔ فقہا کے نزدیک یہ بھی صرف اس صورت میں جائز ہے جب کہ حمل ابھی ہڈیوں اور گوشت کے بغیر ایک لوتھڑے کی شکل میں ہو۔ ان کے نزدیک یہ حمل کے ۱۲۰ دن سے پہلے کا دورانیہ ہے جس میں ان کے خیال میں اس لوتھڑے کو انسان کا درجہ نہیں دیا جاتا۔

اس کے علاوہ دو خلفائے راشدین حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کی رائے میں حمل ضائع کرنا بچوں کے قتل کے زمرے میں نہیں آتا۔ جب تک وہ مذکورہ ابتدائی سات (۷) مراحل سے نہ گزر چکے۔ موطا امام مالک میں درج ہے کہ مرد آزاد عورت (بیوی) کے ساتھ عزل اس کی اجازت کے بغیر نہیں کر سکتا۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے زرقانی نے لکھا ہے کہ اگر بیوی اپنے مرد کو اس بات کی اجازت دیتی ہے تو پھر یہ جائز ہے۔ الفتح میں عزل کے بارے میں درج ہے کہ عورت کے لیے اس لوتھڑے کو نکلوانا جائز ہے جس میں ابھی زندگی کے آثار شروع نہ ہوئے ہوں کیونکہ اگر یہ نا جائز ہے تو عزل بھی نا جائز ہونا چاہئے۔ اگر عزل جائز ہے تو یہ اسقاط بھی جائز ہے کیونکہ یہ ابھی خون کا لوتھڑا ہی تو ہے۔ زرقانی کا مزید بیان یہ ہے کہ عورت کا بچے کی پیدائش کو روکنے کے لیے دوائی وغیرہ کا استعمال بالکل جائز ہے۔

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فقہ اسلامی کے چاروں مکاتب میں اتفاق رائے ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کے لیے عزل کرنا جائز ہے۔

علمائے دین اور فقہا کے نزدیک بچوں کی پیدائش روکنے کیلئے حتیٰ کہ اسقاط حمل کے لیے (جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے) دوائی کا استعمال جائز ہے۔ ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ فتویٰ میں بچوں کی پیدائش کو محدود کرنے کے لیے دوائی یا دوسرے طریقوں کے استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ اس کے ثبوت کے طور پر قرآنی نص اور احادیث کا حوالہ دیا جا چکا ہے اور یہ لوگوں کے شکوک وشبہات دور کرنے کے لیے کافی ہے۔ اگر حکومت اس سے اتفاق کرلے تو اس پر عمل اس کا فرض بن جاتا ہے کیونکہ یہ متفقہ بات ہے اگر حکومت (جس کے ہاتھ میں اعلیٰ اختیار ہے) کسی بات کو بطور فیصلہ قبول کرلیتی ہے تو اس پر عمل ناگزیر ہو جاتا ہے۔

شیخ عبدالمجید سلیم مفتی مصر کا فتویٰ

شیخ عبدالمجید سلیم مفتی مصر کے معروف فتویٰ کا متن پیش کیا جا رہا ہے جسے آپ نے ۲۱ ذیقعد ۱۳۵۵ء (بمطابق ۲۵ جنوری ۱۹۳۷ء) کو جاری کیا

سوال حضرت شیخ کی مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق کیا رائے ہے؟

ایک شخص ایک بچے کا باپ ہے۔ اسے خطرہ ہے کہ اگر اس کے زیادہ بچے ہو گئے تو وہ ان کی پرورش اور دیکھ بھال مناسب طور پر نہیں کر سکے گا یا اس کی صحت پر برا اثر پڑے گا جس کے نتیجے میں اس کے اعضاء کمزور ہو جائیں گے اور وہ اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برا نہ ہو سکے گا اور بار بار حمل اور بچوں کی پیدائش میں مناسب وقفہ نہ ہونے کی صورت میں بیوی کی صحت پر بھی برا اثر پڑے گا۔ کیا اس صورت میں بچوں کی تعداد محدود رکھنے کے لیے وہ ڈاکٹروں کے تجویز کردہ ایسے طریقے اپنا سکتا ہے جس سے بچوں کی پیدائش میں وقفہ طویل ہو سکے تاکہ ماں کو آرام کرنے کے لیے مناسب وقت مل سکے اور باپ پر بھی سماجی، سماجی اور مالیاتی نہ پاؤں۔

جواب: ہم نے اس مسئلہ میں چھان بین کی ہے۔ ہماری حتمی رائے یہ ہے کہ حنفی علماء کرام کے بیانات کے مطابق ایسے مانع حمل طریقے اختیار کئے جا سکتے ہیں جن کا سوال میں ذکر کیا گیا ہے مثلاً عزل، کنڈوم، ڈایا فرام جن سے جرثومہ حیات کو رحم میں داخل ہونے سے روکا جا سکے اصولاً مرد، بیوی کی اجازت کے بغیر عزل نہیں کر سکتا اور بیوی خاوند کی مرضی کے بغیر ڈایا فرام یا کوئی مانع حمل طریقہ اختیار نہیں کر سکتی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کی اجازت سے مانع حمل طریقے اختیار کر سکتے ہیں

لیکن متاخرین حنفی علماء کے مطابق اس سلسلے میں میاں بیوی میں سے کسی کو دوسرے کی اجازت کی ضرورت نہیں بشرطیکہ دونوں کے پاس مذکورہ بالا مشکلات کا جواز موجود ہو۔

مصری دانشور علامہ خالد محمد خالد کا فتویٰ:

مصر کے مشہور عالم دین علامہ خالد محمد خالد نے اپنی کتاب "حسن ہنا نبدا کے نام سے لکھی ہے۔ یہ کتاب مصر میں بے پناہ مقبول ہوئی ہم اس کتاب کے آٹھویں ایڈیشن کے صفحہ ۱۲۱ سے خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں ان کا عالمانہ فیصلہ نقل کرتے ہیں۔

اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر افزائش نسل معیشت کے تناسب سے بہت زیادہ ہو جائے تو یہ قطعاً کوئی قابل تعریف بات نہیں۔

بدقسمتی یہ ہے کہ ہم لوگ ابھی تک صحیح اندازہ نہیں کر سکے کہ ہم کیسے خطرناک حادثے سے دوچار ہیں جو ہماری فلاح وترقی کے لیے سنگ گراں بن گیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بے پناہ افزائش نسل اصل میں دین، تقدیر اور توکل کا غلط مفہوم سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ اس لیے ہم اس کی دینی حیثیت واضح کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ اسلام فرد اور معاشرے کے مصالح کے لیے خاندانی منصوبہ بندی کو جائز قرار دیتا ہے اور تنگ دستی اور فاقہ کشی کے باوجود اولاد کو بڑھاتے جانا ایک قسم کی مصیبت قرار دیتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکثرت یہ دعا کیا کرتے تھے

اللھم انی اعوذ بک من جھد البلاء (ترجمہ: اے اللہ میں مصیبت جھیلنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں)

آپؐ سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ یہ ''جھد البلاء'' کیا چیز ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ قلت مال اور کثرت اولاد۔'' عزل اس وقت ضبط ولادت کا واحد ذریعہ تھا اور آنحضرتؐ نے اسے بلا قید اور شرط جائز رکھا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعیدؓ اور کچھ دوسرے صحابہؓ تشریف فرما تھے کہ عزل کا ذکر چھڑ گیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ پس جب اسلام عزل کو جائز قرار دیتا ہے تو قیاسا اس کے ہر جدید طریقے کو بھی جائز ہونا چاہیئے کیونکہ عزل کا مطلب صرف یہ ہے کہ جس مقام پر جرثومہ حیات جا کر نمو پذیر ہوتا ہے اور بعد میں انسان بنتا ہے اس میں جانے سے روک دیا جائے۔

شیخ عطاء اللہ حاجی بہاؤالدین محلتی ایران

مانع حمل طریقوں کا جائز ہونا

سوال: کیا حضرت شیخ اس بات سے متفق ہیں کہ بچوں کی زیادہ پیدائش کو عارضی طور پر روکنے کے لئے کسی دوائی یا مانع حمل طریقہ کے استعمال کی اجازت دینا مذہبی لحاظ سے جائز ہے؟

جواب: اللہ کے قانون کے مطابق بچوں کی تعداد کو محدود رکھنے کے لئے عارضی طور پر کسی دوائی یا مانع حمل طریقے کا استعمال ناجائز نہیں بشرطیکہ اس سے عورت کی بارآوری کی صفت متاثر نہ ہو اور عورت ہمیشہ کے لئے بانجھ نہ ہو جائے۔

مشاورتی کونسل برائے مذہبی امور ترکی کا ضبط تولید سے متعلق فتویٰ

ہمیں ڈائریکٹوریٹ جنرل برائے صحت کی طرف سے ایک استفتاء (نمبر ۶۵۴۰۱ مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۶۰ء) موصول ہوا ہے:

کیا مانع حمل طریقے اسلام کی رو سے جائز ہیں یا نہیں؟

یہ سوال ہمیں وزارت صحت کی طرف سے ایک خط کے ذریعے (نمبر ۳۵۷۳۹ مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۶۰ء) بھی موصول ہوا ہے ہماری کونسل نے اس کا جائزہ لیا۔

اگرچہ عزل ایک مانع حمل طریقہ ہے جسے بعض صحابہ کرام نے قابل اعتراض قرار دیا اور بعض علماء کرام نے بھی اس سے اتفاق بھی کیا ہے تاہم بعض دوسرے صحابہ مثلاً حضرت امام علیؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، زید بن ثابتؓ، ابوایوب انصاریؓ، جابر ابن عباسؓ، جناب بن آراتؓ، مردہ بن زبیر، ابوسعید الخذری اور عبداللہ بن مسعود (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے اسے جائز قرار دیا ہے اور متاخرین علماء کرام نے جنہوں نے ان سے راہنمائی حاصل کی جائز قرار دیا۔ اس لیے ہماری رائے یہ ہے کہ اس سلسلے میں بیوی کی اجازت ضروری ہے تاہم اگر بعض نامساعد حالات مثلاً ہنگامی صورتحال، افراتفری یا اس نوعیت کے دوسرے حالات میں اجازت کی شرط بھی عائد نہیں ہوتی۔

ہم نے اس تحقیق کو وزارت صحت کے متذکرہ بالا سوال کے جواب میں بھیجنے کا فیصلہ کیا۔

عبدالجلیل بن حاجی حسن مفتی جاہور ملیشیا کا فتویٰ

خلاصہ اسلامی شریعت میں خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق فیصلے کا خاندانی منصوبہ بندی کے لیے دوائیوں یا دیگر طریقوں کا استعمال جائز ہے بشرطیکہ اس سے مستقل بانجھ پن نہ ہو جائے۔ دوائیوں یا دوسری تراکیب سے عورت کو بانجھ کرنا شریعت میں منع ہے۔ سوائے اس کے کہ جہاں کم از کم دو ڈاکٹر اپنی ماہرانہ رائے دیں کہ دوسری بار حمل سے

عورت کی صحت کو شدید خطرہ ہے یا وہ اس کے لیے مہلک ثابت ہوسکتا ہے۔''

فتویٰ از فتویٰ الازہر یونیورسٹی قاہرہ (مصر)

وقتی طور پر ضبط ولادت کے لیے دوا وغیرہ کا استعمال جائز ہے کیونکہ اس میں لوگوں کے لیے آسانی ہے اور تنگی دور کرنے کا طریقہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کیلئے آسانی چاہتے ہیں نہ کہ تنگی۔

فتوئی از مفتی اعظم اردن اسلام میں وسعت نظری ہے، مذہب میں انسانی مسائل میں تنگی نہیں کی گئی۔ مذہب نے منصوبہ بندی ولادت جائز قرار دی ہے۔

ڈاکٹر احمد بشیر باصی

ڈاکٹر احمد بشیر باصی نے فرمایا کہ جب بھی ضبط ولادت کی ضرورت ہو تو یہ مباح ہے۔

شیخ حسن مامون

وائس چانسلر الازہر یونیورسٹی قاہرہ (مصر) جب خاندانی منصوبہ بندی کی ضرورت محسوس کی جائے تو شرعاً اس پر عمل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں بشرطیکہ زوجین اس پر اپنی مرضی سے عمل کریں۔

مشترکہ اعلامیہ

عام غلط فہمیوں کے برعکس، اسلام اخلاقی حدود کے اندر خاندانی منصوبہ بندی کی اجازت دیتا ہے۔قرآن میں اعتدال کی تلقین کی گئی ہے (سورۃ البقرہ 143:2)، جبکہ متعدد احادیث میں اولاد کی بہبود کے لیے والدین کی ذمہ داری پر زور دیا گیا ہے۔2015 کے اسلام آباد علماء کانفرنس جیسے فورمز میں اسلامی اسکالرز نے ماؤں کی صحت اور معاشی استحکام کے لیے حمل میں وقفہ کو جائز قرار دیا ہے۔اس طرح، توازن کا مطلب یہاں ذمہ دار والدین ہونا ہے۔

علماء کا اعلامیہ 30 جون 2015ء

ہم علماء کرام/اسلامی مذہبی رہنماء اور مذہبی اداروں کے سربراہان نے 30 جون 2015 کو اسلام آباد میں ایک پاپولیشن کونسل کے زیر اہتمام اجلاس میں شرکت کی۔اس اجلاس میں ماں اور بچے کی صحت اور خاندان کی بہبود سے متعلق سفارشات پر تبادلہ خیال کیا اور درج ذیل فیصلوں تک پہنچے:

☆ علماء کرام اور مشائخ عظام واضح طور پر اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ اسلام انسانی زندگی کے تحفظ اور دیکھ بھال کا سبق دیتا ہے اور افراد اور خاندانوں کی زندگی ایک ایسا حق ہے جس کا کسی صورت انکار نہیں کیا جا سکتا اور اس بنیادی حق کو حاصل کرنے کے لیے اسلام ان تمام اقدامات کی حمایت کرتا ہے جو اسلامی تعلیمات کے مطابق ہیں۔

☆ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ خاندان کو اسلامی معاشرے میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔قرآن مجید میں نہایت واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک خوشحال خاندان کی بنیاد محبت اور رحم پر رکھی گئی ہے۔مشکلات اور بے جا بوجھ خاندان کی خوشیوں اور صحت کو خطرے میں ڈال سکتا ہے۔اسی طرح غیر ارادی طور پر متواتر حمل کا ہو جانا خاندان کے اوپر بوجھ بن سکتا ہے اور اس کے نتیجے میں ماں اور بچے کی صحت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

☆ ہم اس بات پر متفق ہیں کہ پاکستان میں ہر سال 14000 ماؤں کا حمل اور زچگی کی پیچیدگیوں کے نتیجے میں فوت ہو جانا بہت بڑا المیہ ہے اور اس کی روک تھام ضروری ہے اور لڑکیوں کی تعلیم اور نگہداشت پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

توثیق

☆ قرآن کی بنیادی تعلیمات اور نبی کریم ﷺ کے ارشادات کے مطابق ہم بچوں کی پیدائش میں مناسب وقفے کی مکمل طور پر حمایت کرتے ہیں۔

☆ ہم ایسے مناسب اقدامات کی حمایت کرتے ہیں جنکی بدولت خاندانوں کو یہ موقع ملے گا کہ وہ اپنی

مرضی کے مطابق بچوں کی پیدائش اور وقفے کے بارے میں صحیح فیصلہ کرسکیں تاکہ ماؤں کی شرح اموات میں اضافہ پر قابو پایا جاسکے اور خاندانوں کی صحت اور بہبود میں بہتری آئے۔

CommitmentBy	وابستگی کا اظہار کرنے والوں کے اسمائے گرامی اور دستخط
Name/Signature	Name/Signature
Maulana Abdul Khahir Azad مولانا عبدالخبیر آزاد	Qari Rooh Allah Madni قاری روح اللہ مدنی
Maulana Abdullah Khilji مولانا عبداللہ خلجی	Dr Noor Ahmed Shahtaaz ڈاکٹر نور احمد شاہتاز
Maulana Anwar Ul Haq Haqani مولانا انوار الحق حقانی	Maulana Hamid Ul Haq Haqani مولانا حامد الحق حقانی
Mufti Abdul Moeed Asad مفتی عبدالمعید اسد	lafiz Zubair Ahmed Zaheer حافظ زبیر احمد ظہیر
Hafiz Masood Qasim Qasimi حافظ مسعود قاسم قاسمی	Maulana Muhammad Khan Laghari مولانا محمد خان لغاری
Maulana Wali Muhammad Turabi مولانا ولی محمد ترابی	Prof. Abdul Ghafoor Najam پروفیسر عبدالغفور نجم
Prof. Dr. Ghulam Ahmed Khan پروفیسر ڈاکٹر غلام احمد خان	Dr. Sakeena Mahdwi ڈاکٹر سکینہ مہدوی
Nureed Fatima نرید فاطمہ	Dr. Syed Muhammad Najfi ڈاکٹر سید محمد نجفی
Allama Hafiz Kazim Raza Naqvi علامہ حافظ کاظم رضا نقوی	Dr. Tahir Hameed Tanoli ڈاکٹر طاہر حمید تنولی
Ghazanfar Khan Niazi غضنفر خان نیازی	Prof. Dr. Zafar Ullah Jaan پروفیسر ڈاکٹر ظفر اللہ جان
Allama Sajjad Hussain Naqvi مولانا سجاد حسین نقوی	Maulana Abdul Zahir Farooqi مولانا عبدالظاہر فاروقی
Mufti Ahmed Bakhsh Tougeerwi مفتی احمد بخش توگیروی	Tahir Mahmood Ahmed Qadri طاہر محمود احمد قادری
Muhammad Naeem Muneer Farooqi محمد نعیم منیر فاروقی	Maulana Hamid Raza مولانا حامد رضا
Prof. Maulana Kaleem Ullah Zia پروفیسر مولانا کلیم اللہ ضیا	Muhammad Sohail Mufti محمد سہیل مفتی
Maulana Prof. Javed Ahmed مولانا پروفیسر جاوید احمد	Dr. Hafiz Muhammad Sajjad ڈاکٹر حافظ محمد سجاد
Qari Muhammad Bilal Chishti قاری محمد بلال چشتی	Sufi Nisaar Ahmed Siddiqui صوفی نثار احمد صدیقی

خاتمہ

اسلام ایک مکمل اور متوازن دین ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے، بشمول خاندانی منصوبہ بندی۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ اسلام میں خاندانی منصوبہ بندی کی اجازت ہے، بشرطیکہ اس کا مقصد صحیح ہو اور طریقہ کار شرعی اصولوں کے مطابق ہو۔ اسلام میں اولاد کو رحمت اور نعمت سمجھا جاتا ہے، لیکن ساتھ ہی والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی صحیح پرورش اور تربیت کریں۔ اگر والدین کی مالی، جسمانی، یا معاشرتی حالات ایسے ہوں کہ وہ مزید اولاد کی ذمہ داری اٹھانے کے قابل نہ ہوں، تو ایسی صورت میں خاندانی منصوبہ بندی کرنا جائز ہے۔

احادیث میں ایسے واقعات موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دور میں بھی صحابہ کرامؓ نے حمل کو موخر کرنے کے طریقے استعمال کیے۔ فقہاء کرام نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے کہ عارضی طور پر حمل کو روکنے کے لیے شرعی طور پر جائز طریقے استعمال کیے جا سکتے ہیں، جبکہ مستقل طور پر نسل کشی یا اولاد کو نقصان پہنچانے والے طریقے حرام ہیں۔

خلاصہ یہ کہ اسلام میں خاندانی منصوبہ بندی کی اجازت ہے، لیکن اس کا مقصد اور طریقہ کار شرعی حدود کے اندر ہونا چاہیے۔ یہ اقدام والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے خاندان کی بہترین پرورش اور تربیت کے لیے مناسب فیصلہ کریں، جبکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں اور اس کی رضا کو اپنا مقصد بنائیں۔ اسلام کا یہ متوازن نقطۂ نظر خاندانی منصوبہ بندی کو ایک ذمہ دارانہ عمل کے طور پر پیش کرتا ہے، جو انسانی فلاح اور معاشرتی استحکام کے لیے اہم ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے خاندانوں کو برکت اور سکون سے نوازے۔

(آمین۔)

کتابیات

1)۔ مولانا شفیع عثمانی، معارف القرآن۔ (شمس پرنٹنگ پریس کراچی)۔

2)۔ ماں وبچے کی صحت کے حوالے سے قرآن وسنت اور فقہ اسلامی سے ماخوذ ہدایات۔ (پاتھ فائنڈر انٹرنیشنل، پاکستان)۔

3)۔ Islamic Fataw Regarding Women Darussalam Publishers & Distributers (Saudi Arabia 1996)

4)۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم عمران (مترجم) ڈاکٹر رشید جالندھری اسلامی میراث میں خاندانی منصوبہ بندی اقوام متحدہ فنڈ برائے خاندانی منصوبہ بندی" اشاعت 1998۔

5)۔ Unveiling the Consensus: Putting People First in Pakistan's Development Agenda ; Population Summit, Islamabad (علماء کا مشترکہ اعلامیہ 30 جون 2015ء)۔

6)۔ صحیح البخاری (9ویں صدی)۔

7)۔ صحیح مسلم (9ویں صدی)۔

8)۔ سنن ابوداؤد (9ویں صدی)۔

9)۔ سنن الترمذی (9ویں صدی)۔

10)۔ سنن النسائی (9-10ویں صدی)۔

11)۔ سنن ابن ماجہ (9ویں صدی)۔

12)۔ موطا امام مالک (آٹھویں صدی)۔

13)۔ سنن الدارمی (9ویں صدی)۔

14)۔ .9) مسند احمد بن حنبل (9ویں صدی)۔

15)۔ صحیح ابن حبان (9ویں-10ویں صدی) [2]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عرض ناشر

اس کتاب کی تدوین میں کمپوزنگ سے لیکر بائنڈنگ تک کے تمام مراحل کو نہایت باریک بینی سے مکمل کیا گیا ہے اور حتی الوسع کوشش کی گئی ہے کہ دینی معلومات' قرآنی آیات وحدیث میں کوئی غلطی نہ ہو۔ پھر بھی بشری تقاضے کے مطابق اگر کوئی غلطی نظر آجائے تو قاری اس میں غلطی' کوتاہی یا غلط حوالہ پائے تو فوری طور پر ڈائریکٹر جنرل محکمہ بہبود آبادی ویسٹرن بائی پاس بروری روڈ کوئٹہ کو تحریری یا زبانی طور پر مطلع کرے تاکہ غلطی کا ازالہ کیا جاسکے۔ نیز آئندہ مزید احتیاط کو بروئے کار لاکران کوتاہیوں کا تدارک کردیا جائے گا۔ اللہ تعالی تمام نادانستہ غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔

اشاعت

ڈائریکٹر جنرل محکمہ بہبود آبادی حکومت بلوچستان

اقوال زریں

۱. "خاندان ایک نعمت ہے، اس کی قدر کرو اور محبت سے ایک دوسرے کے ساتھ پیش آؤ۔"

۲. "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔" (ترمذی)

۳. "ماں کے قدموں تلے جنت ہے، اور باپ جنت کا دروازہ ہے، ان کی خدمت سے کامیابی حاصل کرو۔"

۴. "رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا اللہ کی رحمت کا مستحق ٹھہرتا ہے۔"

۵. "اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرو، یہی تمہاری سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔"